OPEN ACCESS
Al-Duhaa
﴾Journal of Islamic Studies﴿
ISSN (print): 2710-0812
ISSN (online): 2710-3617
www.alduhaa.com

Al-duhaa, Vol.:2, Issue: 2,July-Dec 2021
DOI:10.51665/al-duhaa.002.02.0104, PP: 157-170

قاضی فتح اللہ صدیقی شطاری اور ان کی کتاب "خزائن فتحیۃ الاسرار": تجزیاتی مطالعہ

Qazi Fathullah Siddiqi Shattari and his representative book Khzain Fathiyat ul Asrar: An Analytical study.

Published: 25-09-2021
Accepted: 26-08-2021
Received: 25-07-2021

Bashir Ahmad Malik
Lecturer, Department of Islamic Studies, AJK University, Muzaffarabad
Email: malikbashir661@gmail.com

Dr.Fareed-ud-Din Tariq
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, AJK University, Muzaffarabad
Email: drfareed.uajk@gmail.com

Raja Majid Moazzam
Lecturer, Department of Islamic Studies, University of Kotli AJK
Email: majid_arabia@hotmail.com

Abstract

Qazi Fethullah Siddiqi Shatteri belongs to the set of Shattari Saint. His ancestors migrated from Arabs and settled in yeoman after that Seestan and Khorasan was the place where his family's saint Shaikh Qawam u din came in the subcontinent. They started residing permanently near the city of Delhi in Estrin Punjab. Muhammad Hassan Ruhtasi said him to settle in Jammu and Kashmir in the western part of the city Mirpur, where the Hindus were in majority. They were given the work to preach Islam, like Syed Ali Hamdani, s ideology. He reforms the government and common people that is the way he got success in his region. For the upcoming generation's guidance, he works a book "khazain fathiyat ul Asrar' 'in Persian and Arabic language. This book is unpublished and it is situated in Dears Sharif (Aghaar) kotli AJK, his family remains busy in social and religious activities. In this article, we will present an analysis of Qazi Fethullah Siddiqi religious and social services so that the services rendered for your Islamization can be introduced to the public.

Keyword: *Shattari, Khazain Fathiyat ul Asrar،Saint, Hassan, Ruhtasi, Dars Sharif, Aghaar.*

CC BY

تمہید

ریاست جموں وکشمیر کو بر صغیر پاک وہند میں اسلامی خطے کی حیثیت سے اہم مقام حاصل ہے۔ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ بر صغیر پاک وہند میں اسلام کی اشاعت صوفیاء کرام اور مشائخ عظام کے ہاتھوں ہوئی۔ کشمیر میں اسلام چودھویں صدی عیسوی کے آغاز میں داخل ہوا۔ تمام مؤرخین اس بات پر متفق ہیں کہ کشمیر میں اسلام کسی فاتح کی مہم جوئی کے نتیجے میں یا جبرا نہیں پھیلا بلکہ شاہ میر جیسے نرم دل، وسیع القلب، عادل حکمران اور شاہ ہمدان اور ان کے رفقاء کار کی تبلیغی کوششوں سے پھیلا ہے۔ جن کی شرافت، دیانت اور انسان دوستی نے ظلم وستم کے پنجوں میں جکڑے ہوئے کشمیریوں کو متاثر کئے بغیر نہ چھوڑا اور کشمیر کے لوگ جوق در جوق اسلام دمیں داخل ہوئے۔ شاہ میر سے پہلے راجاؤں کی بداعمالیوں اور ظلم وجبر سے عوام جس کرب میں مبتلا تھے ایسے حالات میں شاہ میر کا حکومت کو سنبھالنا عوام کے لئے رحمت کا باعث تھا۔ پریم ناتھ بزاز لکھتے ہیں۔

”کشمیر میں اسلام کا ظہور ایک رحمت بنکر آیا اور سیاسی، ذہنی، روحانی طور پر ایک انقلاب برپا ہوگیا، جس نے پستی میں گرے ہوئے کشمیریوں کے ذہنوں کو بدل کر رکھ دیا۔ زندگی کے ساتھ ان کا رویہ ہی بدل کر رہ گیا اور وہ خود کو دوبارہ انسانوں میں شمار کرنے لگے اگر چودھویں صدی میں کشمیریوں نے اسلام قبول نہ کیا ہوتا تو نہ معلوم ان کا حشر کیا ہوتا شاید وہ بالکل نیست ونابود ہو جاتے۔ اس انقلاب کے ساتھ دراصل کشمیریوں نے نیا جنم لیا اور ان کی صلاحیتوں کو دوبارہ جلا ملی، جو نااہل اور ظالم راجاؤں کے ظلم وستم کی وجہ سے زائل ہو چکی تھی۔ کشمیری قوم نے اس نئے دور کا استقبال نہایت ذوق وشوق سے کیا اور ایک نئی تہذیب سے ان کا رابطہ اس طرح قائم ہوا کہ علوم وفنون، صنعت وحرفت، دستکاری غرضیکہ ہر شعبہ زندگی میں انھوں نے اپنے جوہر دکھانے شروع کئے۔ اسلام نے کشمیر کی مردہ روح کو نئی زندگی بخشی۔ مسلمانوں کے پانچ سو سالہ دور حکومت میں ہندو مصنفین نے فلسفہ، ادب، مذہب، ہیئت، اور دوسرے موضوعات پر سنسکرت زبان میں جس قدر طبع زاد کتابیں تصنیف کیں اس نئی اٹھان کے بغیر ان کی تخلیق ناممکن تھی اور ہندو فکر وذہانے جمود زدہ کب کی مٹ چکی ہوتی“۔[1]

جگ موہن نے اسلام کی آمد کو کشمیر میں ان الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا۔ ”مسلم حکمرانی کا آغاز کشمیر کے لئے نہایت مبارک اور حوصلہ افزا ثابت ہوا۔ شاہ میر کا دور حکومت (۱۳۳۹ء تا ۱۳۴۲ء) اگرچہ مختصر تھا تاہم اس کی آمد نے کشمیر کے گھائل وجود پر ایک تسکین بخش مرہم کا کام دیا۔ سلطان نے عوام سے ایک ہمدردانہ، منصفانہ اور روشن خیالی پر مبنی حکمت عملی اختیار کی اس نے محصولات میں کمی کی ہندوؤں اور مسلمانوں سے ایک جیسا سلوک کرتا تھا“۔[2]

سر آرل سٹائن نے راج ترنگنی کے انگریزی ترجمہ کے مقدمے میں لکھا ہے۔

> ”کشمیر میں اسلام نے کسی جنگ کے ذریعے راہ نہیں پائی بلکہ یہاں تدریجی تبدیلی سے اسلام پھیلا ہے جس کے لئے جنوب اور وسط ایشیا سے آئے ہوئے بیرونی مہم جوؤں اور قسمت آزمائی کرنے والوں نے میدان ہموار کیا تھا“۔[3]

قاضی فتح اللہ صدیقی شطاری خاندانی پس منظر:

آپ کے آباؤ اجداد بنیادی طور پر مشرقی پنجاب کے شہر رہتک کے رہنے والے تھے اور عرب سے نقل مکانی کرکے پہلے یمن میں آباد ہوئے۔ اس کے بعد سیستان اور خراسان کو اپنا وطن بنایا یہاں سے آپ کے خاندان کے ایک بزرگ (شیخ قوام الدین) سلطان غیاث الدین تغلق کے عہد میں بر صغیر میں وارد ہوئے اور دہلی کے قریب مشرقی پنجاب کے شہر رہتک میں قیام

پذیر ہوگئے۔آپ کو علم و فضل، زہد و تقوی کی بنا پر "قاضی القضاۃ" کے منصب پر فائز کیا گیا۔

شاہ ولی اللہ دہلوی رہتک شہر کے بارے میں فرماتے ہیں کہ

"وایں رہتک بلدہ است مابین ہانسی و دہلی، سی کروہ از دہلی دور۔ در اوائل آں کی ہندوستان مفتوح شد و سادات و قریش فراواں در آنجا وطن گرفتند۔ ہیچ بلدہ دریں طرف معمور تر و بارونق تر از وے نبود و بمرور دہور آں معموری و رونقصان پذیرفت"۔[4]

رہتک ہانسی اور دہلی کے مابین دلی سے تیس کروکے فاصلہ پر ایک شہر ہے۔ابتداء میں جب ہندوستان فتح ہوا تو بہت سے سادات اور قریش نے وہاں سکونت اختیار کرلی۔ان اطراف میں اس سے زیادہ پر رونق اور آباد کوئی اور شہر نہ تھا۔مرور زمانہ کے باعث اس کی آبادی اور رونق میں کمی آگئی ہے۔

سلاطین دہلی نے آپ کی خاندانی بزرگی کا لحاظ رکھتے ہوئے یہ منصب آپ کے خاندان کو مستقل کر دیا۔اپنے پرائے، دوست اور دشمن اس بات کا اعتراف کرتے ہیں۔

۱۹۱۱ء کے شاہی دربار منعقدہ دہلی کی رپورٹ میں انگریزوں نے اس خاندان کا تعارف ان الفاظ میں کرایا ہے۔

Several member of the family held high posts under the PATHAN Kings and the Mughal Emperors of DEHLI .The family played COMPICOUCUS part the conversion RAJPUTS of the districts of HISAR ,ROHTAK and Gurgaon.[5]

تعلیم و تربیت:

آپ کی خاندانی اور علمی روایات کے پس منظر کو دیکھتے ہوئے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ آپ نے بچپن ہی سے تحصیل علم کی طرف توجہ دیناشروع کی۔جن اساتذہ کرام سے سے علمی خوشہ چینی کی ان میں سے ایک کا نام شیخ سید مبارک تھا۔سید مبارک اپنے زمانہ کے باکمال عالم دین اور مدرس تھے۔آپ کی تدریس کا شہرہ دور دور تک پھیلا ہوا تھا اور علم کی طلب رکھنے والے دور دراز علاقوں سے آپ کے پاس حاضر ہوکے تعلیم حاصل کرتے تھے۔اس وقت جو مقام جس فن کے لئے مشہور ہوتا تھا اس کو وہیں جاکر حاصل کرتے مثلاً صرف و نحو پنجاب میں، حدیث و تفسیر دہلی میں، منطق و حکمت رام پور میں [6]۔ قاضی صاحب بھی آپ کی شہرت سے متاثر ہو کر اپنے مسکن رہتک کو چھوڑ کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔آپ نے "مراح الارواح" سے "مطول" تک درسی کتب سید مبارک سے پڑھیں۔

جس کے متعلق آپ خود یوں بیان فرماتے ہیں۔

"قد تعلمت اکثر کتب التحصیل من المراح فی علم الصرف الی المطول فی علم المعانی من مخدومی سید مبارک"۔[7]

میں نے اکثر درسی کتب مراح سے لے کر جو علم الصرف میں ہے مطول تک جو علم المعانی میں ہے اپنے استاد سید مبارک سے پڑھیں۔

اس زمانہ میں برصغیر میں حدیث کی تدریس کا رواج بہت کم تھا "مشارق الانوار" پڑھ لینا کافی سمجھا جاتا تھا البتہ کہیں کہیں "مصابیح" کا درس بھی دیا جاتا تھا۔متحدہ ہندوستان میں درس حدیث کا باقاعدہ آغاز شاہ عبدالحق محدث دہلوی [8] سے شروع

ہوا (جو قاضی فتح اللہ کے ہم عصر تھے)۔

سید مبارک صرف رسمی علوم میں صاحب کمال نہ تھے بلکہ معارف باطنیہ میں بھی ید طولیٰ رکھتے تھے اور سلسلہ شطاریہ میں صاحب اجازت وخلافت بھی تھے۔ قاضی صاحب نے دینی تعلیم شیخ سید مبارک سے مکمل کی اور روحانی تعلیم بھی سید مبارک سے حاصل کی۔

بیعتِ طریقت

دینی تعلیم کی تکمیل کے بعد راہ سلوک اختیار کی۔اس مقصد کے لئے مرشد کی تلاش میں گھر سے نکل پڑے اور کافی تلاش کے بعد ایک رات خواب میں آپ کو روحانی مرشد کی نشاندہی ہوئی۔آپ حضرت شیخ محمد حسن رہتاسی کی خدمت میں حاضر ہوئے ان سے بیعت ہوئے اور سلوک کی تکمیل کی۔آپ نے قادری شطاری سلسلہ میں قاضی صاحب کی روحانی واخلاقی تربیت کی۔آپ کو ان دو بزرگوں سے خلافت حاصل تھی۔اس بارے میں آپ خود یہ فرماتے ہیں۔

"ومن هٰذين السالكين حصل سند السلوک من الاذكار الجهرية والخفية الى الاركان الثمانية سيد السادات و منبع البركات قدوة فضلاء زمانه المجاهد فى اشغال الله لعزلته ا لقاطع عن اللذائذ النفسانية لوجود قدرته المعتكف فى حجرته حصولا لمرضات ربه العابد الذى اخلص عبادته لله تعالىٰ مولائى سيد مبارک الساكن بقصبة على پور عند البهيرة"[9]۔

ان دو سالکوں سے اذکارِ جہریہ اور خفیہ سے لے کر ارکان ثمانیہ تک سند سلوک حاصل کی، سید السادات، سر چشمہ برکات،فضلائے زمانہ کے سردار، عزلت میں اشغال الٰہیہ کے ساتھ مجاہدہ فرمانے والے، باوجود استطاعت کے نفسانی لذتوں سے دور رہنے والے،اللہ کی رضا کے حصول کی خاطر اپنے حجرہ میں اعتکاف کرنے والے، خلوص کے ساتھ اللہ کی عبادت کرنے والے مولانا سید مبارک نے فرمائی۔

آپ کو محمد حسن رہتاسی سے خاص عقیدت تھی ان کی نظر میں آپ "ہمائے حقیقی" ہیں نیز ان سے سید مبارک نے بھی فیض حاصل کیا تھا۔ مہمات سلوک میں جہاں خدشہ ہوتا اس کی تلافی بھی ان سے کرتے تھے۔آپ کے استاد سید مبارک نے جب آپ کی خدا طلبی کا جوش دیکھا تو آپ کو شیخ کامل کی طرف رہنمائی کی۔ قاضی صاحب خود فرماتے ہیں۔

" قال لى هل ادلک علىٰ الهماءِ الحقيقى ؟فقلت من الهماءُ ؟فقال الذى لى سله شريک فى العالم الظاهرى فى خزانيته لامانات الله قلت من هو ؟قال قدوة الاولياء الخفية التى ورد فى حقهم ان اوليائى تحت قبائى لا يعرفهم غيرى محمد الحسن الرهتاسى المحتجب من الخلق الىٰ آن الحيوة"[10]۔

استاد محترم نے فرمایا۔کیا میں تجھے ہمائے حقیقی کی طرف رہنمائی کروں؟میں نے عرض کیا ہمائے حقیقی کون ہے؟انھوں نے کہا۔ وہ اللہ کی امانت کا خازن ہونے میں ظاہری دنیا کے اندر جس کا کوئی شریک نہیں۔میں نے عرض کیا وہ کون سی ہستی ہے؟تو فرمایا مخفی اولیائے ربانی کے سردار جن کے حق میں وارد ہے۔میرے اولیاء میری قبا کے نیچے ہیں جنہیں میرے سوا کوئی نہیں جانتا۔یعنی وہ محمد حسن رہتاسی جو آن حیات تک مخلوق سے مخفی ہیں۔فرماتے ہیں۔

" فقلت لرجل فقير سياح مجرد غلب شوق و محبتى الى الله فقال لى اشغل باالله

اربعین یوما وتوجه الی رسول اللهﷺ ثم اذا اشار فی المنام الی رجل من رجال الله اطلب منه سند السلوک فی الاذکار"[11]

میں نے ایک مجرد، سیاح اور فقیر آدمی سے عرض کیا۔ اللہ کا شوق اور محبت مجھ پر غالب ہے (مجھے اب کیا کرنا چاہیے) تو اس نے کہا۔ چالیس روز تک اللہ کی طرف مشغول رہ۔ حضورؐ کی طرف متوجہ رہ۔ اس کے بعد خواب میں اللہ کے بندوں سے جس بندے کی طرف اشارہ ہوا اذکار میں اس سے سند سلوک طلب کر۔

اللہ تعالیٰ کی طلب میں صداقت ہو تو قبولیت کا تاج عطا ہوتا ہے۔ اللہ کا ارشاد ہے۔

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا[12]

اور جو لوگ ہمارے راستے میں مجاہدات کرتے ہیں ہم انہیں اپنے قرب کے راستوں پر گامزن کر دیتے ہیں۔

چلہ کشی کے دوران ہی محمد حسن رہتاسی کی خدمت میں حاضری کا اشارہ ملا اور ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ شیخ نے آپ کی فطری صلاحیتوں اور شوق الی اللہ کو دیکھ کر اسباق سلوک تلقین فرمائے۔ اور آپ نے راہ حال کی جادہ پیمائی پر کمر کس لی اور گوشہ گمنامی میں اپنی زندگی کے ایام گزارنے شروع کیے۔

طریقت میں مجاہدات کے علاوہ جس امر کو کلیدی حیثیت حاصل ہے وہ شیخ کی توجہات ہیں۔ شیخ جس قدر زیادہ شفقت کرے گا منازل طریقت اسی قدر جلدی طے ہوں گی۔ شیخ نے قاضی صاحب پر بہت مہربانی کی اور ان کو اپنے خاص مقربین میں شامل فرمایا۔ قاضی صاحب اس پر حیرت کا اظہار بھی فرماتے تھے۔

"یاسیدی ان المعظمین من الفضلاء والسادات یطلبون مراحمکم و تقول لهم ان معرفتی و مواصلتی سم قاتل فزوروها فمن انا المسافر الفقیر[13]"۔

آقا سادات و فضلاء میں سے باعظمت ہستیاں آپ سے نظر رحمت کی طلب گار رہتی ہیں اور آپ انہیں فرماتے میری آشنائی اور دوستی زہر قاتل ہے اس کا خیال ترک کر دو۔ ان کے مقابل میں فقیر مسافر کون ہوں؟

اس کی وجہ یہ ہے کہ عارف حق کی دوستی طلب دنیا کے لئے زہر قاتل ہے، دنیا کی طلب کو دل میں رکھ کر حق کی معرفت کا خیال دل میں رکھنا عقلمندی نہیں ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

ہم خدا خواہی وہم دنیائے دوں۔۔۔ ایں خیال است و محال است و جنوں

اس کے جواب میں حضرت شیخ نے فرمایا۔

"اے فتح اللہ سنت الٰہیہ اسی طرح جاری ہے کہ یہ عظیم امانت چلوں میں محنت، مشقت، روزہ اور بھوک کی سختیاں برداشت کرنے کے بعد حاصل ہوتی ہے۔ اور یہ مکمل اس کو حاصل ہوتی ہیں جو غیر اللہ سے انس کو ختم کرتا ہے اور صحراؤں، بیابانوں میں بیٹھ کر اللہ کو یاد کرتا ہے۔ درجہ، بلندی اور عزت کے حصول کا خیال دل سے نکال دیتا ہے اللہ کے راستے میں مجاہدہ کرتا ہے یہاں تک کہ اسے یقین اور سکون کی دولت حاصل ہو جاتی ہے۔ اور لوگ اسے سیر شکمی اور رفعت میں تلاش کرتے ہیں تو کس طرح اسے پا سکتے ہیں؟ اسی لئے میں کہتا ہوں کہ میری دوستی زہر قاتل ہے اس سے بچو۔"

شیخ کی کمال شفقت اور مہربانی سے آپ نے منازل سلوک بہت جلدی طے کیں۔ گرمی، سردی، رات اور دن کا لحاظ کئے بغیر شیخ کی خدمت میں مصروف رہے اور پانی کی کمی کو دور کرنے کے لئے آپ نے شیخ کی قیام گاہ کے قریب ایک کنواں کھودا

جس کے متعلق آپ فرماتے ہیں کہ میں نے مذکورہ بالا کنواں کھودا۔

"در حجرہ ایشاں کہ جدا از خلائق بر چاہے کہ آنرا فقیر کندہ۔۔۔چند سال درانجا گذشتہ بود"۔[14]

آپ کے حجرہ شریفہ میں جو اس کنویں پر تھا جسے فقیر نے کھودا تھا۔۔۔چند سال وہاں گزارے۔

مرشد نے آپ کو جموں و کشمیر کے مغربی سرحدی شہر میرپور میں سکونت اختیار کرنے کو کہا۔اس علاقہ میں جہاں ہندو کثرت سے رہتے تھے دعوت و تبلیغ اور اشاعت دین کا کام سپرد کیا۔آپ نے یہاں ایک وسیع و عریض مسجد تعمیر کرائی وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ جگہ اہل علاقہ کے لئے دینی مرکز اور سماجی مرکز بن گیا۔آپ کی سادہ اور پاکیزہ اخلاق و کردار والی زندگی نے لوگوں کو بہت متاثر کیا۔

اسی حجرہ کے پاس آپ نے اپنے لئے بھی ایک حجرہ بنایا جس کے بارے میں فرماتے ہیں

"یک حجرہ بحکم واشارہ ایشاں براں چاہ برائے حصولِ مطلب خود کردہ شدہ"[15]

ترجمہ: شیخ کے حکم اور اشارہ سے ایک حجرہ اپنے مطلب کے حصول کے لئے کنویں پر بنایا۔

سالہا سال تک آپ نے مجاہدات کر کے روحانی منازل کو پوری بصیرت کے ساتھ طے کیا۔ان منازل کے سات درجے ہیں جن میں سے ساتویں درجے کے بارے میں آپ فرماتے ہیں۔

"اعلم ان انتہا ءَ السلوک قد تمت بهٰذا المقام وحصول التصور والتصدیق با عتبار ان النهاية هو الرجوع الى البداية "[16]

جان لو کہ سلوک کی انتہا اس مقام پر ہوتی جاتی ہے اور حصول تصور و تصدیق (ساتواں درجہ) اس اعتبار سے ہے کہ سلوک کی انتہا رجوع الی الابتداء ہی ہے۔

مختلف سالکین کو اپنے اپنے مکاشفات میں غلطیاں پیدا ہوئیں۔ قاضی صاحب نے ان کو بھی وضاحت سے بیان کیا ہے تاکہ طالب صادق متنبہ ہو جائے اور غلطی میں نہ پڑے۔اس بارے میں آپ فرماتے ہیں۔

"چوں سالک شش ماہ مواظبت نماید صورتِ خاص متجلی خواہد شد و ہمیں صورت خاص لطیفہ را بعضے مردم مغالطہ خوردہ حمل بر ذات کردہ اند ومیگویند کہ را ینار بنا علی شاب امرد وایں صورت صورتِ لطیفہ انسانی ست"[17]۔

جب سالک چھ ماہ تک مجاہدہ پر مداومت کرے گا تو ایک خاص تجلی ظہور پذیر ہو گی۔اس لطیفہء خاص کی صورت کو بعض لوگوں نے غلطی سے ذات حق پر محمول کیا ہے۔ان کا کہنا ہے ہم نے اللہ تعالی کو قریب البلوغ جوان کی صورت میں دیکھا ہے حالاں کہ یہ صورت ایک انسانی لطیفہ کی ہے۔

سلوک کی اس خطرناک غلطی پر ایک کامل عارف ہی متنبہ کر سکتا ہے کسی عام آدمی کے بس کا روگ نہیں ہے آپ نے اس مقام پر سالک کو بہت بڑی غلطی پر متنبہ فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس طرح کی تمام صورتوں سے پاک ہے جو انسان کو نظر آتی ہیں۔یہ انسانی آنکھ کا دھوکا ہے۔

اس سلسلے میں اپنے شیخ طریقت شیخ محمد غوث گوالیاری سے بھی اختلاف کرتے ہیں۔ان کا قول اوراد غوثیہ سے آپ نے یوں نقل کیا ہے۔

"آں بزرگ شیخ محمد غوث گوالیاری کہ اوراد غوثیہ خود نوشتہ کہ بے پردہ بیند یعنی بہ بصرے کہ رؤیت ظاہری تابع

اواست با او بیند"[18]۔

وہ بزرگ یعنی شیخ محمد غوث گوالیاری اپنی کتاب اورادِ غوثیہ میں یوں لکھتے ہیں کہ ایک خاص مقام تک عروج کے بعد سالک اللہ کو بے پردہ دیکھے گا (یعنی اسی آنکھ سے) کیونکہ ظاہری دیکھنا اس کے تابع ہے۔

لیکن یہ بات بالکل قرآن وحدیث کے منافی ہے چونکہ ان آنکھوں سے رؤیت باری کا مسئلہ اس دنیا سے متعلق ہی نہیں ہے۔اللہ تعالی کا دیدار آخرت میں ہوگا اور وہ جنت میں ہی ہوگا۔ قاضی صاحب رؤیت باری تعالیٰ کے سلسلہ میں فرماتے ہیں۔

"رؤیت پرور دگار چہ بصری کہ متعلق بجنتہ ورویت قلبی کہ بخواص اولیاء در دنیا ہم نصیب خالی از جہاتِ ستہ و بیچیوں وبے چگوں نہ است در حصر تقریر و تحریر نمی آید"[19]۔

دیدار الٰہی سے مراد اگر ان آنکھوں سے دیکھنا ہے تو یہ جنت میں ہو گی اور قلبی دیدار الٰہی خواص اولیاء کو دنیا میں ہی حاصل ہے جو جہات ستہ سے خالی ہے اور بے چون وبیچگون ہوتا ہے۔اس کی کیفیت تحریر و تقریر میں نہیں آسکتی۔

قاضی صاحب نے اس بات کی وضاحت فرمائی ہے کہ دنیاوی آنکھوں سے دیدار خداوندی نہیں ہو سکتا البتہ اولیاء کو قلبی دیدار ہو سکتا ہے لیکن اس میں آنکھ نہیں دیکھ پاتی۔اور نہ ہی اس کو احاطہ تحریر میں لایا جاسکتا ہے۔اور یہ بات قرآن وحدیث کے عین موافق کی ہے۔ گویا آپ کا نظریہ اپنے شیخ کے بالکل برعکس ہے۔

خلافت:

خواجہ محمد حسن رہتاسی کی زیر نگرانی چند سال کی صحرا نوردی، مجاہدات شاقہ اور خلوت نشینی کے بعد اللہ تعالیٰ کے کرم سے آپ نے سلوک شطاریہ کے تمام مقامات طے کر لئے اور سلوک کے تمام اسرار و رموز سیکھے۔جب شیخ نے اپنے شاگرد میں قابلیت کے جوہر دیکھے تو انہیں خرقہ خلافت پہنایا۔اس کے بارے میں فرماتے ہیں۔

"یک حجرہ بحکم واشارہ ایشاں براں چاہ برائے حصولِ مطلب خود کردہ شدہ و چند سال دراں جاگذشتہ بود کار سازِ حقیقی آں سعی نامراد رامشکور ساخت"[20]۔

ترجمہ: ایک حجرہ اپنے شیخ مکرم کے حکم سے اس کنویں پر اپنے مطلب کے حصول کے لئے تیار کیا اور چند سال وہاں مجاہدات میں گذارے کارساز حقیقی نے اس کوشش نامراد کو ثمرآور فرمایا۔

شیخ نے آپ کو خرقہ خلافت عطا کرنے کے بعد جب آپ کو رخصت فرمایا تو آپ کے مجاہدہ کی جگہ ایک چھپّر تعمیر کرایا۔چنانچہ قاضی صاحب خود اس بارے میں فرماتے ہیں۔

"در آخر عمر بجائے آں حجرہ چھپّرے انداختند"۔

میرپور میں قیام:

شیخ نے خلافت عطا کرنے کے بعد آپ کو گکھڑوں کے قصبہ میرپور میں قیام کا حکم دیا۔فرماتے ہیں:

"ازاں جا موافقِ حکم در قصبہ میرپور کہ درزاویہ جبل دور از گزرہا عالم و گزرِ بادشاہی در تیولِ فتح محمد ککر تحمل کرد"۔

رہتاس سے شیخ محمد حسن کے حکم کے مطابق میرپور قصبہ میں جو پہاڑ کے کونہ میں دنیا اور بادشاہ کی گزرگاہ سے دور واقع ہے۔فتح محمد گکھڑ کی جاگیر میں آنا گوارا کیا اللہ اسے نیک اور فقراء کا خدمت گزار بنائے۔

مغل حکومت نے بھی آپ کو میر پور کے علاقہ کا قاضی مقرر کیا۔آپ زندگی کے آخری ایام تک اسی منصب پر فائز رہے۔ میر پور کی عوام میں اسلام کی اقدار کے فروغ کے لئے آپ نے وہی طریقہ اختیار کیا جو شاہ ہمدان نے وادی کشمیر میں کیا تھا۔یعنی شریعت کا نفاذ اور اصلاح معاشرہ کا کام حکمران طبقہ کی اصلاح اور تعا ون سے شروع کیا۔حکومت کے ایوانوں تک رسائی حاصل کرنے سے قاضی صاحب کو علاقہ میں وسیع پیمانے پر اپنی تبلیغی سرگرمیوں کو آگے بڑھانے میں مدد ملی۔ہندوانہ رسم و رواج کا جو اثر ہمسائیگی کی وجہ سے مسلمان معاشرے پر پڑا تھا قاضی صاحب کی اسلامی تحریک کی بنا پر اس کا خاتمہ ہو گیا۔میر پور کے رئیس سلطان فتح محمد گھکڑ[21] قاضی صاحب سے اس قدر متاثر ہوا کہ اس نے اپنی بیٹی قاضی صاحب کو نکاح میں دیدی یوں دو خاندان ایک دوسرے کے قریب ہو گئے۔آپ کی تعلیمات کے اثرات آج بھی میر پور میں دیکھے جا سکتے ہیں۔

وفات:

آپ کی وفات شہنشاہ اورنگ زیب کے عہد میں ۱۶ اکتوبر ۱۶۷۷ء (۱۰۸۸ھ) کو ہوئی۔آپ کو میر پور میں اپنی تعمیر کردہ مسجد کے پہلو میں دفن کیا گیا۔جب منگلا ڈیم کی تعمیر کا سلسلہ شروع ہوا تو آپ کا مزار بھی اس جھیل کی وجہ سے زیر آب آگیا تو خواجہ محمد صادق صاحب نے آپ کا جسد خاکی میر پور سے کوٹلی اگہار شریف (درس شریف) منتقل کروایا یہ واقعہ ۸ فروری ۱۹۸۵ء کا ہے اور یہاں آپ کا مزار آج بھی حسب معمول مرجع خاص و عام ہے۔[22]

دینی خدمات:

آپ نے میر پور کے خواص و عوام میں اسلامی اقدار کے فروغ کے لئے اہم کردار ادا کیا اس علاقہ میں گھکھڑ قبیلہ ایوان حکومت میں بہت اثر رسوخ رکھتا تھا آپ نے یہاں امیر کبیر سید علی ہمدانی کا طریقہ اختیار کیا جیسے انھوں نے خواص امراء طبقہ کے ذریعہ سے اصلاح معاشرہ کا کام شروع کیا تھا۔آپ کی وجہ سے یہاں کی ہندوانہ رسوم رواج کے اثرات زائل ہوئے اس علاقہ کے رئیس سلطان فتح محمد نے اپنی بیٹی کا نکاح آپ سے کرا دیا اس طرح دونوں خاندانوں میں باہمی رشتہ داری ہو گئی۔جیسا کہ مشہور ہے الناس علی دین ملوکھم اس کی بنا پر لوگوں نے غیر اسلامی رسومات ترک کر دیں۔اس اصلاح احوال کے اثرات آج بھی میر پور میں دیکھنے کو ملتے ہیں کہ یہاں کے عوام سنی العقیدہ اور دیندار ہیں۔آپ کا خاندان آج بھی اسی علاقہ میں آباد ہے اور قاضی خاندان کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

تصنیف و تالیف:

آپ صاحب ولایت بزرگ تھے اور صاحب علم بھی تھے۔تصوف و روحانیت پر آپ کی شہرہ آفاق تصنیف "خزئن فتحیۃالاسرار" ہے۔اس کا اصل نسخہ فارسی اور عربی زبان میں ہے جو کہ آپ کے فرزند خواجہ محمد معصوم کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔اور آپ کے موجودہ جانشین حضرت زاہد صاحب کی تحویل میں ہے۔اس کتاب میں تصوف کے مضامین کے علاوہ چند اذکار کا بھی ذکر کیا ہے مترجم نے اس کتاب کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے۔پہلا حصہ مقدمہ پر مشتمل ہے اور دوسرا حصہ اصل کتاب کا ہے جس میں آٹھ ابواب شامل ہیں اس طرح یہ کتاب دو حصوں پر مشتمل ہے[23] اس کے علاوہ آپ کے مکتوبات بھی دو جلدوں میں چھپ چکے ہیں لیکن ان کو افادہ عام کے لئے ابھی تک شائع نہیں کیا گیا۔

ماخذ کتاب:

اس کتاب کے بنیادی ماخذ تین ہیں:

"اوراد غوثیہ" تالیف شیخ محمد غوث گوالیاری "راحۃالروح" تالیف سید علاؤالدین کنتوری "حرز یمانی"

اس کتاب کا اس وقت صرف ایک ہی نسخہ دستیاب ہے جو کہ درسگاہ اگھار شریف میں ہے۔

کتاب (خزائن فتحیۃالاسرار) کا تعارف:

حضرت قاضی فتح اللہ صدیقی کی کتاب "خزائن فتحیۃ الاسرار" کا نسخہ غیر مطبوعہ ہے۔یہ نسخہ فارسی اور عربی زبان میں ہے اس کے صفحات کی تعداد ۲۷۲ ہے۔اصل نسخہ درس شریف اگھار، کوٹلی میں محفوظ ہے۔اس کا ترجمہ مولانا محمد علیم الدین خطیب ۳۲ بلوچ رجمنٹ، اوکاڑہ چھاؤنی نے کیا ہے اور اس کا بھی ایک ہی نسخہ خانقاہ درس شریف، میں موجود ہے اس کی کاپی راقم الحروف نے حاصل کی ہے۔

اس نسخہ کا ذکر پاکستان کی بعض سرکاری مطبوعات کی فہرست میں بھی آیا ہے۔مثلا قومی ہجرہ کونسل، اسلام آباد، کے شائع کردہ جریدہ کتاب دوست، کے شمارہ نمبر ۱ (۱۴۰۶ھ) میں اس کی تفصیل موجود ہے۔[24]

مؤلف نے اس کتاب میں سلوک کے دستور العمل کو بیان کیا ہے اور اد غوثیہ مؤلف شیخ محمد غوث گوالیاری اور راحۃ الروح مؤلف علاؤالدین کنتوری سے استفادہ کیا ہے۔کتاب کا آغاز خطبۃ الکتاب سے کیا ہے اور اس کے بعد آخر تک مضامین کو مربوط انداز میں بیان کیا ہے۔

عارف کی تعریف، شیخ کے اوصاف، منازل سلوک اور اوراد غوثیہ، راحۃ الروح، مذاہب متصوفین، اسمائے الٰہی، اذکار، اوراد، اشغال، آداب وضو، صلوٰۃ ہا مختلفہ، صوم، فضائل عاشورہ، تجہیز و تکفین، مراقبہ، مشاہدہ، مجاہدہ، معرفت علوم اربعہ، وظائف و عملیات، دعا حرز یمانی اور جابجا اپنے اساتذہ و مشائخ کے حالات زندگی قلمبند کئے ہیں۔

یہ کتاب اور اس کا ترجمہ کشمیر میں تصوف کے نادر مجموعات میں شمار کی جاتی ہے لیکن آج تک اس کتاب کو خانقاہ کے متولیوں کی طرف سے شائع کرنے کی اجازت نہیں دی گئی اور اس کتاب سے استفادہ کرنا بھی بہت مشکل کام ہے۔ضرورت اس امر کی ہے کہ اس کتاب کو اصل متن اور ترجمہ کے ساتھ شائع کیا جائے تاکہ ہر خاص و عام اس کتاب سے فائدہ اٹھاسکے۔

سلسلہ شطاریہ کی مختصر تاریخ:

قاضی صاحب کا سلسلہ طریقت شطاری ہے۔اس سلسلہ کو ایران میں عشقیہ، ترکی میں بسطامیہ، پاک و ہند میں شطاریہ کہتے ہیں۔پاک وہند میں اس کے بانی حضرت عبداللہ شطاری ہیں (پ۱۵۰۶ء۔م۱۲۰۱ء)[25] آپ شیخ شہاب الدین سہر وردی کی اولاد میں سے ہیں۔نویں صدی ہجری میں ایران سے ہندوستان وارد ہوئے اور ۸۹۰ھ میں وفات پائی۔شاہ محمد غوث گوالیاری شطاری اس سلسلہ کے مشہور مشائخ میں سے ہیں۔

برصغیر پاک و ہند میں سلسلہ شطاریہ کو موجودہ شکل شیخ محمد غوث گوالیاری (م۱۵۶۲ء، ۹۷۰ھ) نے بخشی ہے[26]۔محمد غوث گوالیاری سے قبل شطاری سلسلہ طریقت کو کوئی شہرت نہ تھی۔برصغیر میں اس وقت مغلیہ بادشاہت تھی۔مغلیہ بادشاہوں میں سے بادشاہ ظہیر الدین بابر، نصیر الدین ہمایوں، جلال الدین محمد اکبر کو آپ سے بڑی عقیدت تھی اور بادشاہ

جہانگیر نے بھی آپ کا تذکرہ بڑے ادب واحترام سے کیا ہے [27]۔

شاہ ولی اللہ (م ۱۱۷۶ھ) بھی اس سلسلہ کے شیخ طریقت تھے اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے شاہ محمد غوث گوالیاری کی اس سلسلہ کے لئے خدمات کا تذکرہ اپنی تصنیف "انتباہ فی سلاسل اولیاء" میں یوں کیا ہے:

"اما طریق شطاریہ دریں دیار ہمیں یک جہت ست، جہت شیخ محمد غوث گوالیر۔ وبحقیقت پیش از حضرت محمد غوث چنداں ایں طریق شہرت نداشت اول کسے کہ ایں طریقہ در ہندوستان ازوے جاری شد عبد اللہ شطاری ست۔ اول کسے کہ ایں طریقہ ابتدا کرد شیخ خدا قلی ماوراء النہری ست" [28]۔

طریقہ شطاریہ کی اس علاقہ میں صرف ایک شاخ ہے جو شیخ محمد غوث گوالیاری سے ہے۔ حقیقت میں یہ سلسلہ شیخ محمد غوث گوالیاری سے پہلے زیادہ مشہور نہیں تھا۔ ہندوستان میں سب سے پہلے جس ہستی نے اس سلسلہ کو جاری کیا وہ حضرت عبداللہ شطاری تھے اور اس کی ابتدا شیخ خدا قلی ماوراء النہری سے ہوئی۔

شاہ ولی اللہ کے اس بیان سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ سلسلہ شطاریہ برصغیر میں شیخ محمد غوث گوالیاری سے آگے بڑھا۔ لیکن یہ سلسلہ صرف یہاں تک ہی محدود نہیں رہا بلکہ اس کی آگے بہت سی شاخیں بھی ہیں جس کا تذکرہ عہد جہانگیری کے مشہور مؤرخ شیخ محمد غوثی شطاری نے کیا ہے۔

شیخ محمد غوثی کے جانشینوں کی وجہ سے یہ سلسلہ سر زمین حجاز، جزائر، انڈونیشیا، جاوا، سماٹرا میں خوب پھیلا۔ ایران، عراق، توران، میں بھی اسے فروغ ملا۔

گلزار ابرار میں اس سلسلہ کی وجہ تسمیہ یوں کی گئی ہے۔

"اس لقب کی خصوصیت منازل طریقت کے طے کرنے میں تیز روی کے اعتبار سے ہے۔ اس سلسلہ کے بعض اصحاب اور کچھ دوسرے لوگ لغت پر نظر کرکے مذکورہ بالا طریقہ سے جو اس لقب کی وجہ پیدا کرتے ہیں، یہ اقرب بہ صواب ہے۔" [29]

فاضل مصنف اس کی ایک اور توجیہہ بیان کرتے ہیں۔

"اس مشرب کے بعض لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ جو اولیاء اللہ بار جسم سے سبکدوش ہو چکے ہیں ان کی ارواح سے یہ گروہ فیض حاصل کرتا ہے اور پرورش پاتا ہے بدوں اس کے کہ جسمانی ملازمت اور مصاحبت کرے۔ پس چونکہ یہ گروہ عالم مرکبات کو طے کرکے مجردات کے عالم میں معنوی سرعت کے ساتھ جاتا ہے۔ اس سبب اس گروہ کو شطاریہ کہتے ہیں"۔ [30]

شیخ محمد غوث گوالیاری فرماتے ہیں۔ مشرب شطاریہ وہ مشرب ہے جو تمام مشارب سے اعلیٰ اور اعظم القدر ہے کہ بلا اس اصول کے اختیار کئے آدمی بارگاہ رب العزت میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔

شطاری سلسلہ طریقت کے اصولوں کے بارے میں حضرت شیخ بہاؤالدین شطاری [31] (م ۹۲۱ھ) فرماتے ہیں کہ وصول الی اللہ کے تین طریقے ہیں۔ [32]

اول۔ یہ طریقہ نیک لوگوں کا ہے اور وہ روزہ، نماز، حج، اور جہاد کا ہے۔ اس طریقے پر عمل کرنے والے بہت مدت کے بعد اپنے مقصود کا تھوڑا سا حصہ پا لیتے ہیں۔

دوم۔ مجاہدہ اور ریاضت کرنے والوں کا ہے جو اپنے اخلاق رذیلہ و ذمیمہ کو اچھے اخلاق اور تزکیہ قلب سے تبدیل کر لیتے ہیں اور یہ طریقہ پاکباز لوگوں کا ہے اس طریقہ سے پہنچنے والے پہلے طریقہ والوں سے زیادہ ہیں۔

سوم۔اس طریقہ کو شطاریہ کہتے ہیں۔اس طریقہ پر چلنے والے اپنے مقصود تک ابتدا ہی میں پہنچ جاتے ہیں، جبکہ دوسرے طریقوں پر چلنے والے اس مقام پر اخیر میں پہنچتے ہیں۔یہ طریقہ پہلے دونوں طریقوں کی نسبت اللہ تک پہنچنے کا بہترین ذریعہ ہے[33]۔

انہوں نے طریقہ شطاریہ کے دس معروف اصول بیان کئے ہیں جن کو مختصرا بیان کیا جاتا ہے۔

۱۔ توبہ۔یعنی تمام ماسوااللہ سے علیحدہ اور جدا ہو جانا۔

۲۔ زہد۔دنیا کی تمام خواہشات سے کنارہ کش ہو جانا۔

۳۔ توکل۔تمام اسباب کو ترک کرنا۔

۴۔ قناعت۔تمام خوہشات نفسانیہ کو چھوڑ دینا۔

۵۔ عزلت۔ابتدا سے موت تک لوگوں سے جدا رہنا۔

۶۔ توجہ الی اللہ۔اللہ کی ذات کو اپنا مقصود و مطلوب بنالینا۔

۷۔ صبر۔مجاہدہ کے ذریعے نفس کی تمام مسرتوں اور خواہشوں کو کچل دینا۔

۸۔ رضائے الٰہی۔اپنے تمام ارادوں کو ختم کرنا اور اللہ کے احکام کی پیروی کرتے رہنا اور اپنی تمام کٹ کو اللہ کی تقدیر کے سپرد کر دینا۔

۹۔ ذکر۔اللہ کی یاد کے علاوہ سب کچھ پس پشت ڈال دینا۔

۱۰۔ مراقبہ۔اپنے وجود اور اپنی قوت کو ختم کر دینا گویا کہ اپنے آپ کو مردہ تصور کرنا۔[34]

خاندان کی دینی خدمات:

آپ کا خاندان آج بھی میرپور میں اپنی دینی خدمات سرانجام دے رہا ہے اس علاقہ میں آپ کی تعلیمات کے اثرات آج بھی موجود ہیں آپ کے جانشین خواجہ محمد صادق کے والد محترم قاضی محمد سلطان عالم اور والدہ مائی صاحبہ کا کردار ناقابل فراموش ہے۔آپ نے قادری سلسلہ سے ہٹ کر نقشبندی سلسلہ اختیار کیا جو کہ دیگر سلاسل کے مقابل زیادہ شریعت کی پابندی پر زور دیتا ہے۔آپ نے مساجد کی تعمیر اور درس وتدریس کا اہتمام کیا، حفظ و ناظرہ کی کلاس کا اجراء اور عوامی سماجی، اخلاقی، معاشرتی سدھار میں بنیادی کردار ادا کیا۔اس کے علاوہ آپ نے خواتین کے لئے تعلیم کا خصوصی بندوبست کیا جس کا کام مائی صاحبہ کے سپرد تھا۔چنانچہ آپ کی مشترکہ کوششوں سے ایک خوشگوار سماجی اور اخلاقی انقلاب اس علاقہ میں برپا کیا گیا جس کی بدولت معاشرے میں دینداری، اور قرآن کی تدریس کا عام رواج ہوا۔علاوہ ازیں برطانوی سامراج چیرہ دستیوں کے باوجود آپ نے اسلام کی اشاعت، تعلیم وتربیت، تزکیہ واحسان اور تعمیر سیرت کا عظیم الشان کام جاری وساری رکھا۔یہ بات ذہن نشین رکھنے کی ہے کہ ملت کی سیاسی بیداری، علمی وفکری ارتقاء اور تمدنی و سماجی اصلاح سب کا دارومدار اول وآخر ملت کی روحانی تربیت پر ہے اور اس خانوادہ نے اس کا بھرپور حق ادا کیا۔

نتائج البحث:

آزاد کشمیر کا مختصر خطہ پاکستان کی مشرقی سرحد کے ساتھ واقع ہے اس خطہ میں اسلام کی ترویج واشاعت کے لئے جس شخصیت نے اہم کردار ادا کیا وہ قاضی فتح اللہ صدیقی شطاری ہیں۔آپ نے میر پور کے علاقہ میں اپنی زندگی کے شب وروز گزارے اور یہاں ہی قاضی القضاۃ کے عہدے پر فائز رہے۔آپ کی خانقاہ کوٹلی آزاد کشمیر میں درس شریف، اگھار کے نام سے مشہور ہے۔ قاضی فتح اللہ شطاری نے اسلام کی ترویج نہایت موثر طریقے سے کی اور پورے کشمیر میں آج بھی آپ کا فیضان جاری وساری ہے۔آپ نے اپنی کتاب میں سلوک کی منازل سبعہ پر سیر حاصل بحث کی ہے اور سالکین کو مکاشفات کے ضمن میں جو غلطیاں سرزد ہوتی ہیں ان سے آگاہ کیا ہے۔آپ مجاہدہ اور ریاضت پر بہت زور دیتے ہیں جو کہ سلوک میں بہت اہمیت کا حامل ہے۔اس کے علاوہ رؤیت باری تعالیٰ کے بارے میں اپنے شیخ کے عقیدے کی بھرپور مخالفت کی ہے۔

آپ کے خاندان سے خواجہ محمد صادق ایسی بزرگ ہستی گزرے ہیں کہ جن کی بدولت آزاد کشمیر بھر میں مساجد و مدارس کا ایک سلسلہ جاری ہوا جہاں قرآن کریم کی تعلیم دی جاتی ہے آپ کی بنائی گئی تمام مساجد کا طرز تعمیر ایک جیسا ہے اور یہاں کے اساتذہ کا تقرر بھی درس گاہ شریف سے ہی کیا جاتا ہے اور تمام انتظام وانصرام براہ راست درس گاہ شریف (اگھار) سے کیا جاتا ہے۔آپ کے خاندان میں یہ سلسلہ آج تک چلا آرہا ہے جو اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ آپ کی سماجی ودینی خدمات کو اللہ تعالیٰ نے اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا کی ہے۔آپ کی کتاب "خزائن فتحیۃ الاسرار" تصوف کے موضوع پر ایک نادر کتاب ہے جس کو ابھی تک طبع نہیں کیا گیا یہ کتاب سلسلہ شطاریہ میں اہم مقام رکھتی ہے اور اس کو زیور طبع سے آراستہ کرنا ضروری ہے تا کہ عوام اس سے استفادہ کر سکے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حواشی وحوالہ جات

1 ۔ بزاز ، پنڈت پریم ناتھ، تاریخ جد وجہد آزادی کشمیر، مترجم ،عبدالحمید نظامی ،ویری ناگ پبلشرز میر پور ،آزاد کشمیر،ط: ۱۹۹۲ء، ص: ۷۰۔۷۲

Bazzāz, Pundat Prem Nath, Tārīkh Jad wa Jihd Azādī Kashmīr, (Verī Nāg Publishers, Mirpūr, Azād Kashmīr, 1992ac), pp:70-72

2-Jag Mohan ,My Frozen turbulence in Kashmir, ,Allied publisher Limited, New Delhi,1991A D. p:50

[3] ۔بخاری، ڈاکٹر سید محمد فاروق، کشمیر میں اسلام منظر اور پس منظر، مکتبہ علم وادب ،ریڈ کراس روڈ، سرینگر، کشمیر،ط: ۲۰۱۳، ص: ۱۰

Bukhārī, Dr.Syed Muḥammad Fārūq, Kashmīr mai Islām Manẓar awr Pas-e- Manẓar, (Maktabat 'lm wa Adab, Red Cross Road, Sirīnagar, Kashmīr, 2013ac), p:10

[4] ۔شاہ، ولی اللہ، انفاس العارفین، مطبع احمدی، دہلی،ط: ۱۸۹۷ء، ص: ۱۵۲

Shāh Walī Allāh, Anfās al-'ārfīn, (Maṭba' Aḥmadī, Dihlī, 1897ac), p:152

[5] ۔ نقشبندی، محمد علیم الدین، قاضی فتح اللہ صدیقی شطاری احوال وآثار، جامع مسجد الفردوس، اگھار، کوٹلی آزاد کشمیر،ط: ۱۹۹۵ء، ص: ۵۸

Naqshbandī, Muḥammad 'līm al-Dīn, Qāḍī Fatḥ Allāh Ṣiddiqī Shaṭārī Aḥwāl wa Athār,(Jām'

Masjid al-Firdows, Ighār, Kotlī Azād Kashmīr, 1995ac), p:58

6۔ ندوی، ابوالحسنات، ہندوستان کی قدیم اسلامی درسگاہیں، دارالمصنّفین شبلی اکیڈمی، اعظم گڑھ (یو۔پی)، ط: ۲۰۱۴ء، ص: ۹۱

Nadwī, Abw al-Hasanāt, Hindustān kī Qadīm Islāmī Darsghāhain, (Dār al-Muṣanafīn Shiblī Academy, A'ẓum Gurh U.P, India, 2014ac),p:91

7۔ یہ نسخہ قاضی فتح اللہ شطاری کا غیر مطبوعہ ہے البتہ یہ نسخہ درسگاہ شریف اگہار میں محفوظ ہے جس کو طبع کرانے کی ضرورت ہے۔ خزائن فتحیۃالاسرار، قلمی، ص: ۳۰۱

Khazā,n Fatḥiyat al-Asrār, Qalmī, p:301

[8]۔ شاہ عبدالحق حجاز مقدس سے ۱۰۰۰ھ میں واپس لوٹے اور پوری تندہی سے درس حدیث کا کام شروع کیا۔آپ کا وصال ۱۰۵۲ھ میں ہوا۔بعد میں آپ کی اولاد نے اس سلسلہ کو جاری رکھا۔(محقق)

[9]۔ قریشی، عبدالعزیز، اسرارالاولیاء، جامعہ الفردوس، خانقاہ درس شریف، اگہار، کوٹلی آزاد کشمیر، مکتبہ جدید پریس ریلوے روڈ، لاہور، ط: ۱۹۹۴ء، ص: ۶۰

Qurishī 'bd al-'zīz, Asrār al-Awliyā,, Jām'at al-Firdūs, Khānqāh Dars Sharīf, Ighār, Kotlī Azād Kashmīr, (Maktabt Jadīd Press Railwy Road, Lāhore, 1994ac), p:60

[10]۔ قاضی، فتح اللہ صدیقی شطاری، خزائن فتحیۃالاسرار (قلمی)، ص: ۲۹۷-۲۹۸

Qāḍī, Fatḥ Allāh Ṣiddiqī Shaṭārī, Khazā,n Fatḥiyat al-Asrār, Qalmī, pp:297-298

[11]۔ ایضا، ص: ۳۰۲

Ibid, p:302

[12]۔ العنکبوت: ۶۹

Al-'nkabūt, Verse:69

[13]۔ قاضی، فتح اللہ صدیقی شطاری، خزائن فتحیۃالاسرار (قلمی)، ص: ۳۰۲

Qāḍī, Fatḥ Allāh Ṣiddiqī Shaṭārī, Khazā,n Fatḥiyat al-Asrār, Qalmī, p:302

[14]۔ قاضی، فتح اللہ صدیقی شطاری، خزائن فتحیۃالاسرار (قلمی)، ص: ۲۷۹

Qāḍī, Fatḥ Allāh Ṣiddiqī Shaṭārī, Khazā,n Fatḥiyat al-Asrār, Qalmī, p:279

[15]۔ نقشبندی، محمد علیم الدین، قاضی فتح اللہ شطاری احوال وآثار، ص: ۷۵

Naqshbandī, Muḥammad 'līm al-Dīn, Qāḍī Fatḥ Allāh Shaṭārī Aḥwāl wa Athār, p:75

[16]۔ نقشبندی، قاضی فتح اللہ صدیقی شطاری، خزائن فتحیۃالاسرار (قلمی)، ص: ۱۳۹

Qāḍī, Fatḥ Allāh Ṣiddiqī Shaṭārī, Khazā,n Fatḥiyat al-Asrār, Qalmī, p:139

[17]۔ ایضاً، ص: ۱۲۹-۱۲۸

Ibid, pp:128-129

[18]۔ نقشبندی، محمد علیم الدین، قاضی فتح اللہ شطاری احوال وآثار، ص: ۷۸

Naqshbandī, Muḥammad 'līm al-Dīn, Qāḍī Fatḥ Allāh Shaṭārī Aḥwāl wa Athār, p:78

[19]۔ قاضی، فتح اللہ صدیقی شطاری، خزائن فتحیۃالاسرار (قلمی)، ص: ۱۲۹

Qāḍī, Fatḥ Allāh Ṣiddiqī Shaṭārī, Khazā,n Fatḥiyat al-Asrār, Qalmī, p:129

[20]۔ ایضاً، ص: ۲۷۹

Ibid,p:279

[21]۔ قصبہ میر پور میرا خان گکھڑ (برادر فتح محمد گکھڑ) نے ۱۶۴۱ء (۱۰۵۱ھ) میں آباد کیا تھا گویا اس علاقہ کے اولین آباد کار آپ ہی ہیں۔(محقق)

[22]۔ قریشی، عبدالعزیز، اسرارالاولیاء، ص: ۶۳-۶۵

Quraishī, 'bd al-'zīz, Asrār al-Awliyā,, pp:63-65

23۔ ایضاً، ص: ۶۲

Ibid, p:62

24۔ قریشی، عبد العزیز، اسرار الاولیاء، ص: ۷۲

Ibid,p:72

25۔ آپ شیخ شہاب الدین سہروردی کی اولاد میں سے تھے اور ظاہری و باطنی علوم سے بہرہ ور تھے۔ آپ کی طرف اس سلسلہ کی نسبت کی جاتی ہے۔ آپ نے اس سلسلہ میں ایک رسالہ شطاریہ رقم کیا ہے جس میں اذکار و اوراد اور مراقبے کے بارے میں تفصیل بیان کی ہے۔ مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔

دہلوی، عبد الحق، محدث، اخبار الاخیار، مترجم، مولانا، محمد عبد الاحد، ممتاز اکیڈمی، فضل الٰہی مارکیٹ، چوک بازار، لاہور، ط: ن، ص: ۴۳۹

Dehlwī, 'bd al-Ḥaq, Muḥadith, Akhbār al-Akhyār, (Mumtāz Academy, Faḍal Elāhī Market, Chowk Bazār Lāhore), p:439

26۔ شطاری سلسلہ کے بارے میں تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔ الثقافۃ الاسلامیۃ فی الہند، الحسنی، عبد الحی، مؤسسۃ ھنداوی للتعلیم والثقافہ، ط: ۲۰۱۲ء، ص: ۱۶۷۔۱۷۰

Al-Ḥasnī, 'bd al-Ḥay, Al-Thiqāfat al-Islāmiyat fī al-hind, (Mū,assiat Hindāwī le-Ta'līm wa Thiqāfat,2012ac),pp:167-170

27۔ شیخ محمد غوث گوالیاری برصغیر کے متاخرین اولیاء کرام میں سے تھے اور سلسلہ طریقت حاجی حمید (جو قاذن شاہ کے خلفا میں سے تھے) سے ملتا ہے اور قاذن شاہ شیخ عبد اللہ شطاری کے خلیفہ تھے۔ مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔

قادری، غلام سرور، خزینۃ الاصفیاء، مترجم، پیرزادہ، اقبال احمد فاروقی، مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور، ط: ۱۹۹۰ء، ص: ۳۱۷

Qādrī Ghulām Sarwar, Khazīnat al-Aṣfiyā,, (Maktabat Banwiyat Ghunj Bakhsh Road, Lāhore, 1990ac), p:317

28۔ شاہ، ولی اللہ، انتباہ فی سلاسل اولیاء، مترجم، سید ظہیر الدین، مطبع احمدی متعلق سید عزیز، دہلی، ط: ۱۳۱۱ھ، ص: ۱۳۷

Shāh Walī Allāh, Intibāh fī Slāsil Awliyā,, (Maṭba' Aḥmadī Syed 'zīz, Dehlī, 1311ah),p:137

29۔ شطاری، محمد غوثی، گلزار ابرار، مترجم فضل احمد جیوری، مکتبہ سلطان عالمگیر، ۵ لوئر مال اردو بازار، لاہور، ط: ۱۰۱۴ھ، ص: ۲۸۶

Shaṭārī, Muḥammad Ghūthī, Gulzār Ibrār, (Maktabat Sulṭān 'ālmgīr, 5 Lower Mall Urdū Bāzār, Lāhore, 1014ah), p:286

30۔ ایضاً، ص: ۲۸۵

Ibid, p:285

31۔ شیخ بہاؤالدین شطاری کا "رسالہ شطاریہ" بہت مشہور ہے لیکن یہ رسالہ اب نایاب ہے۔ (محقق)

32۔ میاں، اخلاق احمد، تذکرہ شاہ عنایت قادری شطاری، ایم۔اے، ۳۳۳، شاد باغ لاہور، ط: ن، ص: ۶۴، ۶۳

Miyān Akhlāq Aḥmad, Tazkirat Shāh 'nāyat Qādrī Shaṭārī, (M.A 333, Shād Bāgh, Lāhore), pp:63-64

33۔ دہلوی، عبد الحق، اخبار الاخیار، مترجم محمد منیر رضا قادری، شبیر برادرز، اردو بازار لاہور، ط: ۱۴۰۸ھ، ص: ۴۹۴

Dehlwī, 'bd al-Ḥaq, Akhbār al-Akhyār, (Shabīr Brothers, Urdū Bāzār, Lāhore, 1408ah), p:494

34۔ ایضاً، ص: ۴۹۴

Ibid, p:494